آزادی دے دے گا۔ اس وقت روسی حکمرانوں کو چیچنیا میں تین بڑے مسائل درپیش ہیں۔
۱۔ جنگ زدہ علاقوں بالخصوص گروزنی کی تعمیرِ نو۔
۲۔ جنگ کے دوران ہجرت کر جانے والے شہریوں کو واپس لا کر بسانا۔
۳۔ چھاپہ مار طویل جنگ کا مقابلہ کرنا۔

پہلا معاملہ بجائے خود بہت ہولناک ہے۔ گروزنی کی تعمیرِ نو کے لیے ایک بلین ڈالر کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ افراطِ زر کا شکار اور معاشی طور پر بدحال روس کے لیے اوّل تو اتنی رقم فراہم کرنا مشکل ہے اور بالفرض اگر یہ رقم مہیا کر بھی دی جائے تو یہ رقم گروزنی کی تعمیر نو اور چیچنیا کے انفراسٹرکچر کی بحالی کے لیے بالکل ناکافی ہے۔ خود کٹھ پتلی نامزد وزیراعظم سلام بیگ گروزنی کی تباہی کو سٹالن گراڈ میں جنگِ عظیم دوم کے دوران ہونے والی تباہی سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

یہ کہنا تو قبل از وقت ہے کہ چیچن عوام اِس شدید جانی و مالی تباہی پر جوہر دودائیف کو ذمہ دار قرار دیں گے یا روس کو، تاہم ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو جنگ ختم کرنے کا حامی ہے اور روس کے اقدامات کو جائز قرار دے رہا ہے، مگر چیچن عوام کی نفسیات ہمیشہ سے ہی روس مخالف رہی ہے۔ لہذا دودائیف مخالف پروپیگنڈے اور روس نواز چیچن عناصر میں اضافہ کی نویدوں کے ذریعے دراصل صدر یلسن روس کے اندر اپنی مخالفت کم کرنا چاہتے ہیں۔ جنگ کی نوعیت اب گوریلا ہو جائے گی مگر حریت پسندوں کے جنوبی پہاڑوں میں منتقل ہو کر کسی وسیع پیمانے پر گوریلا جنگ جاری رکھنے کے لیے مطلوبہ رسد ہنوز ایک حرفِ سوال ہے۔ مگر ایک بات طے ہے کہ یہ علاقہ روس کے لیے ایک سلگتا ہوا آئرلینڈ ضرور بن جائے گا۔ کیا روس اِس کا متحمل ہو سکتا ہے؟ اِس کا جواب روسی قیادت دینے سے قاصر ہے۔

---

# چیچنیا: "جنگ اب کیمرے کی آنکھ کی دسترس سے باہر ہے"

جنگ گزیدہ چیچنیا میں [عارضی] جنگ بندی کے معاہدوں کی حیثیت کھیل کے دوران ہونے والے وقفے کی ہے جس میں کھلاڑی دوبارہ اپنی توانائی مجتمع کرتے ہیں، حکمتِ عملی پر گفتگو کرتے ہیں یا کھیل کے دوبارہ آغاز سے قبل تھوڑا سا ستا لیتے ہیں۔ یہ سوال بڑا احمقانہ ہے کہ جنگ بندی برقرار کیوں نہیں رہتی۔ جنگ بندی اگر مستقل ہو جائے تو جنگ بندی نہیں رہتی بلکہ یہ جنگ کا اختتام ہوتا ہے۔

چیچنیا میں جنگ ختم نہیں ہوئی۔ ابتداء میں اڑتالیس گھنٹے کے لیے ہونے والی جنگ بندی محض دو گھنٹے برقرار رہ سکی۔ جنگ بندی کا تازہ ترین سمجھوتہ جس کا اعلان وسط فروری میں کیا گیا تھا صرف ایک ہفتہ قائم رہا۔ روسی وزیراعظم وکٹر چرنومیردین نے روسی مسلمانوں کے قائدین سے کیے

جانے والے اس وعدے سے صریحاً انحراف کیا کہ [عارضی] جنگ بندی عیدالفطر تک جاری رہے گی۔

اس کے باوجود یہ ایک ہفتہ چیچن قائد جوہر دودائیف کے لیے کافی تھا۔ جنرل جوہر دودائیف نے اس وقت کو اگلے روسی حملے کی پیش بندی کے لیے اپنی جنگی مشینری کو دوبارہ لوڈ کرنے اور اپنے سپاہیوں کی تزویراتی لحاظ سے نئی صف بندی کرنے میں استعمال کیا۔ بوکھلائے ہوئے روسیوں اور نڈھال نظر آنے والے یلسن کے لیے اس [عارضی] جنگ بندی نے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی طرف سے غیر منتخب لیکن خوش فہمی کے ساتھ نامزد کی گئی حکومت کے ارکان کو دارالحکومت گروزنی میں پہنچانے کی ایک اور کوشش کریں۔ صدر یلسن کی طرف سے نامزد کردہ حکومت کو زبردستی چیچن عوام پر مسلط کرنے کی کوششوں کا آغاز کچھ زیادہ اچھا نہیں ہوا۔ کیونکہ جنرل دودائیف کی طرف سے دارالحکومت گروزنی کو خالی کرنا حالات میں کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ نہ بن سکا۔ چنانچہ دارالحکومت میں ابھی تک کسی کی حکومت قائم نہیں ہوسکی ہے۔ اندرون شہر اور مضافات میں چیچن مجاہدین کی مسلسل موجودگی نے "قومی احیاء" کے نام سے نامزد کی گئی نئی حکومت کے وزراء کا دارالحکومت میں داخلہ ناممکن بنا دیا ہے۔ روس کی پشت پناہی سے نامزد کی جانے والی نئی حکومت کے ارکان نے ۲۰ فروری کو "جمہوریہ چیچنیا کے احیاء کی پارٹی" (The Party of the Rebirth of the Chechen Republic) کے قیام کا اعلان کر کے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے کہ وہ پہلے سے موجود کسی قابلِ ذکر سیاسی تنظیم کی نمائندگی نہیں کرتے۔ اسی اثنا میں روس کی فوجی اور سیاسی قیادتوں میں چیچنیا کے سانحہ پر اختلاف بڑھتا جارہا ہے۔ روس کے انسانی حقوق کمیشن کے سربراہ جنوری کے آخر میں ایک مختصر سے عرصہ کے لیے مستعفی رہنے اور حکومت سے ناراضگی کے اظہار کے بعد دوبارہ اپنے عہدے پر واپس آ گئے ہیں۔ بایں ہمہ وہ صدر یلسن کے پہلو میں مسلسل چبھنے والے کانٹے کا کردار جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کمشنر سرگی کوویلیف روسی انتظامیہ کے ارکان پر اس لیے ناراض ہیں کہ اُنہوں نے چیچن سول آبادی کی اموات کا ایک ہزار کا سرکاری اندازہ غلط لگایا ہے۔ کمشنر نے فروری کے شروع میں ایک پارلیمانی بحث کے دوران بتایا کہ اصل اعداد و شمار کے مطابق سویلین آبادی کی اموات کی تعداد پچیس ہزار سے بھی متجاوز ہے۔

روس کے بھگوڑے فوجی افسروں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ افغانستان میں روسی افواج کے آخری کمانڈر جنرل بورس گروموف نے روسی انتظامیہ پر الزام لگایا ہے کہ اُنہوں نے اپنی حالیہ تاریخ سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ ایک روسی صحافی سے بات چیت کے دوران اُنہوں نے کہا "کوئی بھی نہیں چاہتا کہ جنگ افغانستان سے حاصل ہونے والے تجربات سے سبق حاصل کیا جائے"۔

اس سلسلہ میں اپنی کمان سے بغاوت کرنے والی تازہ ترین شخصیت کمانڈر یوجنی پودگل زین ہیں۔ کمانڈر یوجنی روسی چھاتہ بردار حملہ آور فوج کے کمانڈر ہیں۔ اُنہوں نے حملے پر تنقید کرتے ہوئے

کہا "اس بارے میں غلط اندازے لگائے گئے تھے۔"

کمانڈر یوجنی پودگل زین نے چیچنیا میں ناکامی کا الزام روس کی فیڈرل کاؤنٹر انٹیلی جنس سروس (کے جی بی کی جانشین تنظیم) پر ڈالتے ہوئے کہا "اتنے نوعمر فوجیوں کے ساتھ جنگ لڑنا خود کشی کے برابر تھا۔"

جمہوریہ چیچن میں جاری جنگ نے روس کے میڈیا کو بھی تقسیم کر دیا ہے۔ حکومت کے زیر انتظام نیوز ایجنسی اتار تاس کی ۱۰ فروری کی رپورٹ میں دعوی کیا گیا کہ روسی فوجوں نے دریائے سرنژ عبور کر لیا ہے اور منوٹکا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسی دن ایک دوسری خبر رساں ایجنسی نے اس خبر کی صحت کو مشکوک قرار دیا۔ آزاد خبر رساں ایجنسی انٹر فیکس نے اپنی ایک خبر میں اتار تاس کے دعوے کو غلط قرار دیا اور واضح کیا کہ یلسن کی فوجوں کا نہ ہی دارالحکومت پر اور نہ ہی ارد گرد کے مضافات پر کوئی کنٹرول ہے۔ انٹر فیکس نے مزید بتایا کہ منوٹکا کے ارد گرد لڑائی صدارتی محل سے (جو خالی پڑا ہے) ڈھائی کلومیٹر دور لڑی جا رہی ہے۔

جنگ نے اندرون خانہ صدر یلسن کی اپنی کابینہ کے ارکان میں بھی پھوٹ ڈال دی ہے۔ چیچن بحران کے لیے قربانی کا بکرا بنائے جانے کے رجحان سے اکتائے ہوئے روسی وزیر دفاع پاول گراچیف نے بورس یلسن کے اس بیان کے جواب میں کہ بحران جلد ہی ختم ہو جائے گا ایک ٹی وی نمائندے کو بتایا "بحران کئی سال تک جاری رہ سکتا ہے۔"

جنرل دودائیف بھی شاید اس (بیان) سے اختلاف نہیں کریں گے۔ یورپ اور امریکہ کی طرف سے کسی قسم کی مدد کی عدم دستیابی اور مسلم اقوام کی اکثریت کی طرف سے نظر انداز کیے جانے کے باعث چیچن قائد جانتے ہیں کہ انہیں ایک ایسی جنگ کا سامنا ہے جو انہیں خود ہی لڑنا ہو گی۔ ویسے بھی مسلمان حکومتیں آزاد ذرائع معلومات کی کمیابی کے باعث خبروں پر صرف اسی وقت رد عمل ظاہر کرتی ہیں جب ایک یا ایک سے زیادہ مواصلاتی سیاروں کے نظاموں (نیٹ ورکس) کی طرف سے وہ خبریں شائع ہو چکتی ہیں۔

ترکی نے چیچنیا کی امداد کی اپیل کا جواب ۲۴ فروری کو روس کے ساتھ ایک معاہدے کی صورت میں دیا۔ جس کی رُو سے ترکی ملک میں پناہ حاصل کرنے والے چیچن مہاجرین کو روس کے حوالے کرے گا۔ روسیوں نے جواباً ترکی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ روس میں موجود کُرد باغیوں کی زیادہ حوصلہ افزائی نہیں کریں گے۔ اسی دوران روس سے تجارتی تعطل کے خطرے کے پیش نظر ایران اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وہ چیچنیا کے بارے میں آخر جنوری میں دیے گئے اپنے پہلے بیانات کو واپس لے لے جن میں ایک سینئر ایرانی پارلیمنٹیرین کا یہ تبصرہ بھی شامل ہے کہ "چیچنیا کا جھگڑا ایک مذہبی جنگ ہے"۔

روس کے وزیر انصاف کے ساتھ اپنی ایک میٹنگ میں روس کے لیے ایرانی سفیر مہدی سفاری نے بلا تردد اپنی سابقہ غلطیوں (بیانات) پر معذرت کی اور وعدہ کیا کہ "ایران آئندہ کے لیے چیچنیا کو ایک ایسا آپریشن سمجھے گا جس کا مقصد [روسی] مملکت کی علاقائی سلامتی کا تحفظ ہے"۔ (بہ شکریہ امپکٹ انٹر نیشنل مارچ ۹۵ء)

## کرغیزستان: صدر عسکر اکیئیف نیا انتخابی قانون چاہتے ہیں

صدر عسکر اکیئیف نے کہا ہے کہ ملک کا موجودہ انتخابی قانون نہ تو کرغیز عوام کے لیے موزوں ہے اور نہ ہی یہ ملک کے مخصوص مزاج سے مطابقت رکھتا ہے۔ اُنھوں نے کہا "اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سابق پارلیمنٹ کے ارکان نے معاشرہ میں موجود قبائلی اور علاقائی وفاداریوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قانون کو اس طور سے تشکیل دیا تھا کہ اگلے انتخابات میں خود ان کی دوبارہ کامیابی کو یقینی بنایا جائے"۔ صدر اکیئیف نے مزید کہا کہ انتخابی قانون کے اندر موجود اس سقم کی تصدیق بھی ہو گئی ہے کیونکہ موجودہ پارلیمنٹ کے کئی ارکان ایسے ہیں جو اس سقم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی کامیابی سے دوسری بار پارلیمنٹ کے رُکن منتخب ہوئے ہیں۔

صدر عسکر اکیئیف نے موجودہ انتخابی قانون کے متبادل نئے قانون کی تشکیل پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں ایک ایسے انتخابی نظام کی ضرورت ہے جو پورے معاشرے کی متناسب نمائندگی کا مظہر ہو اور جس میں عورتوں اور اقلیتوں کے نمائندوں کے لیے کوٹے مختص ہوں۔ اُنھوں نے کہا۔

> "انتہائی اچھا ہوتا اگر ہم نسلی اقلیتوں اور عورتوں کے لیے کوٹہ مختص کرتے، پارٹی لسٹوں سے نمائندوں کے انتخاب کے ساتھ ساتھ "اسمبلی آف دی پیپل" جیسی عوامی نمائندگی کی تنظیموں کے ارکان میں سے بھی نمائندے منتخب کرتے۔ ایسی صورت میں ہمیں ایک ایسی پارلیمنٹ ملتی جو زیادہ بہتر طور پر معاشرہ کے مخلوط ڈھانچے کی نمائندگی کرتی"۔

## ازبکستان: امیر تیمور — ہیرو یا قرونِ وسطیٰ کا قاتل؟

۱۹۹۶ء میں ازبکستان میں سرکاری سطح پر امیر تیمور کی، جو وسط ایشیا اور اردگرد کے علاقوں پر پھیلی ہوئی ایک عظیم سلطنت کا بانی تھا، ۶۶۰ ویں برسی منائی جارہی ہے۔ روسی اخبار "نوایا یزند نیو